٦ ذوالقعدہ ١٤٤٧ھ / 24 اپریل 2026ء

خانگی امور اور قرآنی تربیت

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ؕ وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَہُنَّ فَعِظُوۡہُنَّ وَاہۡجُرُوۡہُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡہُنَّ ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡہِنَّ سَبِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا ۔ [النساء4:34]

خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اُن میں سے جس نعمت کی اہمیت پر بھی غور کیا جائے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہی سب سے بڑی نعمت ہے... بہر حال ذہنی سُکون اور دل کا قَرار ایسی نعمت ہے جس کے بغیر کسی بھی نعمت سے حقیقی لطف حاصل نہیں ہوتا۔

سُکون و قرار کیسے نصیب ہوتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ملتی ہے اور اطمینانِ قلب بھی اُسی کی عظیم عطا ہے... تاہم اِس کے ظاہری اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ بندے کے گھریلو معاملات اچھے ہوں، میاں بیوی کے درمیان مَحبّت واُلفت ہو اور گھر کا ماحول رنجشوں اور لڑائی جھگڑوں سے محفوظ ہو۔

عصرِ حاضر میں گھریلو تنازُعات سنگین مسئلہ بن چکے ہیں، جنھوں نے بے شمار لوگوں کی زندگی اَجیرن کر دی ہے۔ اِسی صورتِ حال کے نتیجے میں نفسیاتی بیماریاں بھی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں اور طلاق کی شرح میں بھی نمایاں اِضافہ ہو رہا ہے۔

قرآن وسنّت میں مسلمان کو ایسی تربیت عطا کی گئی ہے جسے اختیار کرنے سے میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کی نَوبت ہی نہیں آتی۔ گزشتہ خطبات میں اِسی حوالے سے چند اُصول ذکر کیے گئے۔ مثلاً:

i. تنازعات کے اسباب کو ختم کرنا چاہیے۔ عمومی طور پر بے جا غصّے، غلط فہمی، بدگمانی، حسد اور تکبُّر سے ہی تنازعات جنم لیتے ہیں۔ اسلام اِن تمام ذرائع کا سدِّباب کرتے ہوئے بُردباری، حُسنِ ظن، خیر خواہی اور عاجزی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ii. حقائق سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ایک دوسرے کے شرعی حقوق کو خوش اُسلوبی سے ادا کرنا چاہیے۔ بہت سارے اختلافات اِسی سے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

اگر خدانخواستہ گھر کا ماحول خراب ہو جائے اور بات لڑائی جھگڑے تک پہنچ ہی جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے بھی خود قرآنِ حکیم ہماری واضح راہ نمائی فرماتا ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم قرآن وسنّت کی عطا کردہ حسین تعلیمات کو اپنی عملی زندگی کا حصّہ بنانے میں کوتاہی کرتے ہیں اور درحقیقت یہی غفلت ہماری پریشانیوں اور تنازعات کی اصل وجہ ہے۔

آج ''خانگی مُنازَعت اور قرآنی تربیت'' کے عنوان سے چار قرآنی اُصولوں کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

قرآنی تربیت... مرحلہ وار اِصلاح

میاں بیوی کے درمیان اختلاف یا ناراضی کوئی اَن ہونی بات نہیں، بلکہ بہت مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے۔ تاریخ کے مُطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورتِ حال بڑی بڑی شخصیات کے ساتھ بھی پیش آتی رہی ہے... تاہم وہ حضرات قرآن وسنّت کی روشنی میں ایسے مسائل کو بہترین طریقے سے حل کر لیتے تھے اور زندگی کا سُکون برباد نہیں کرتے تھے.... مگر ہم لوگ جذباتی پَن کا شکار ہو کر مَن مانی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاملات آخری حد تک پہنچ جاتے ہیں، نتیجۃً مُعاشرتی مشکلات کے ساتھ ساتھ ذہنی تناؤ کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عمومی طور پر لڑائی جھگڑے کی صورت میں زیادہ تر شوہروں کو ایک ہی حل سوجھتا ہے کہ فوراً بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، یوں ہی خواتین بھی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے کورٹ کے ذریعے خلع حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں.... حالانکہ طلاق / خلع مسائل کا حل ہے ہی نہیں، یہ تو انتہائی مجبوری کی صورت میں اختیار کیا جانے والا آخری ذریعہ ہے۔ مسائل کا اصل حل وہ ہے جو خالقِ کریم نے سورۂ نساء کی چونتیسویں آیتِ مُقدسّہ میں تعلیم فرمایا ہے۔

آیتِ کریمہ سے راہ نمائی ملتی ہے کہ اگر بیوی شوہر کے حقوق ادا نہ کرے یا نافرمانی وبد اخلاقی کا مظاہرہ کرے تو اُس کی اِصلاح مرحلہ وار حکیمانہ انداز میں کرنی چاہیے اور رفتہ رفتہ بہتری کی طرف لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اِس قرآنی حکمت کو مثال کے ذریعے یوں سمجھ لیجیے کہ تجربہ کار سینئر ڈاکٹر مریض کی تشخیص (Diagnosis) کے بعد:

i. پہلے مرحلے میں کوشش کرتا ہے کہ مریض کو دوا کی ضرورت ہی نہ پڑے، بلکہ پرہیز اور غذا کے ذریعے ہی بیماری ختم ہو جائے۔
ii. اگر دوا ضروری ہو تو فوری طور پر سخت دوا (Heavy dose) نہیں دیتا، بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ہلکی خوراک (Low dose) سے ہی مریض بہتر ہو جائے اور جسم پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔
iii. اگر ہلکی دوا سے اِفاقہ نہ ہو تو مجبوری کے تحت تیز دوا دیتا ہے اور ساتھ ہی ایسی میڈیسن بھی شامل کرتا ہے جو تیز دوا کے مُضِر اثرات (Side effects) سے حفاظت کرے۔

خالقِ کریم نے قرآنِ پاک میں نافرمان بیوی سے متعلق جو طریقہ کار تعلیم فرمایا وہ بھی اِسی اُصول کی تربیت عطا کرتا ہے،[1] گھریلو تنازُع کا حل بھی مرحلہ وار تلاش کرنا چاہیے، یہ طرزِ عمل اجر وثواب کا ذریعہ بھی ہو گا اور نفسیاتی اُصولوں کے بھی مطابق ہو گا۔

---

[1] اَلَّذِیْ یَدُلُّ عَلَیْہِ أَنَّہٗ تَعَالَی ابْتَدَأَ بِالْوَعْظِ، ثُمَّ تَرَقّٰی مِنْہُ إِلَی الْہِجْرَانِ فِی الْمَضَاجِعِ، ثُمَّ تَرَقّٰی مِنْہُ إِلَی الضَّرْبِ۔ وَذٰلِکَ تَنْبِیْہٌ یَجْرِیْ مَجْرَی التَّصْرِیْحِ فِیْ أَنَّہٗ مَہْمَا حَصَلَ الْغَرَضُ بِالطَّرِیْقِ الْأَخَفِّ وَجَبَ الْاِکْتِفَاءُ بِہٖ، وَلَمْ یَجُزِ الْإِقْدَامُ عَلَی الطَّرِیْقِ الْأَشَقِّ، وَاللّٰہُ أَعْلَمُ۔
(التفسیر الکبیر [مفاتیح الغیب] للإمام الرازی، تحت النساء 4:34)

پہلا مرحلہ... نصیحت و ذہن سازی

قرآنِ حکیم تعلیم فرماتا ہے کہ اگر بیوی کی نافرمانی کا اندیشہ ہو اور گھریلو معاملات بگڑنے لگیں تو پہلے مرحلے میں اُسے حکمت کے ساتھ شوہر کے حقوق ادا کرنے اور اُس کی اِطاعت کرنے کے فوائد بتائے جائیں، نیز نافرمانی و حق تلفی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔

اُسے شوہر کے حقوق اور اُس کی فرماں برداری سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاداتِ کریمہ اور سرکارِ دوعالمﷺ کے فرامینِ مقدّسہ سُنائے جائیں۔ مزید یہ کہ گھر بسانے کے مُعاشرتی فوائد اور اُسے اُجاڑنے کے خاندانی نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔ جس طرح ایک شفیق والد اپنے بچے کو مختلف انداز سے محبت اور خیر خواہی کے ساتھ سمجھاتا ہے، اسی طرح یہ مرحلہ بھی نرمی، حکمت اور خیر اندیشی سے طے کیا جائے۔ درست سمت میں ذہن سازی ہو گئی تو کئی مسائل از خود حل ہو جائیں گے۔

خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے اِرشاد فرمایا: وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ! ”وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو، اُنھیں سمجھاؤ!“ [النساء4:34]

اِطاعت کی تشویق: بیوی کو شوہر کی فرماں برداری کا شوق دلانے کے لیے سورۂ نساء کی اِسی آیتِ کریمہ کا ابتدائی حصّہ بھی انتہائی موزوں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ... یعنی ”مَرد عورتوں کے افسر / منتظم ہیں؛ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مَردوں کو عورتوں پر فضیلت عطا کی اور اِس لیے کہ مَردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کیے، پس نیک عورتیں (شوہروں کی) فرماں بردار / ادب والیاں ہوتی ہیں، مَردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے (ہر چیز کی) حفاظت کرتی ہیں۔“ [النساء4:34]

حضرت حُصَین بن مِحصَن علیہ الرحمہ کی پھوپھی محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی کام کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں، جب اُن کا کام ہو گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: أَذَاتُ زَوۡجٍ أَنۡتِ؟ یعنی ”کیا آپ شادی شدہ ہیں؟“ اُنھوں نے اِثبات میں جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: كَيۡفَ أَنۡتِ لَهٗ؟ یعنی ”تمہارا اپنے شوہر کے ساتھ سُلوک کیسا ہے؟“ عرض کی: مَا آلُوۡهُ إِلَّا مَا عَجَزۡتُ عَنۡهُ۔ یعنی مَیں حتّی الامکان شوہر کے حقوق ادا کرنے میں سُستی نہیں کرتی (خوب خدمت کرتی ہوں)۔ آپﷺ نے تربیت کرتے ہوئے فرمایا: فَانۡظُرِيۡ أَيۡنَ أَنۡتِ مِنۡهُ، فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ۔ یعنی ”غور رکھنا کہ شوہر کے ہاں تمہارا کیا درجہ ہے! وہ تیری جنّت یا جہنّم ہے۔“

(شوہر کی خدمت و فرماں برداری اور اُس کی خوشی تمہیں جنّت تک لے جائے گی اور اُس کی ناراضی جہنّم کا ذریعہ بنے گی)

(مسند احمد، حدیث: 19003۔ المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 2769۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث: 14706، اِسنادہ حسن)

دوسرا مرحلہ...بے رُخی

بیوی کی نافرمانی کی صورت میں اگر وعظ و نصیحت سے اُس پر کوئی اثر نہ ہو اور وہ فرماں برداری کی طرف نہ لوٹے تو قرآنی حکم ہے:

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔ ”اُنھیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو! / اُن سے بستر الگ کر لو!“[النساء34:4]

تشریح کے ساتھ مفہوم یہ کہ اگر تم نے نافرمان بیوی کو سمجھایا، مگر اُسے سمجھ نہیں آئی تو اگلا مرحلہ یہ ہے کہ حسبِ ضرورت:

i. اُس سے بول چال ترک کر دو!

ii. بستر پر اُس کی طرف منہ کرنے کے بجائے پُشت کر لو!

iii. کچھ روز کے لیے حقوقِ زوجیت کی ادائیگی کو مؤخر کر دو!

iv. اُس کا بستر اور لحاف جُدا کر دو!

v. اپنے گھر میں اُس کا کمرہ الگ کر دو![1]

یعنی دوسرے مرحلے میں بے رُخی اختیار کرتے ہوئے بھی اعتدال اور ضرورت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؛ لہٰذا:

- اگر صِرف بات چیت چھوڑنے سے ہی فرماں بردار ہو جائے تو رُخ پھیرنے کی حاجت نہیں۔
- سلام و کلام چھوڑنے سے اُسے اثر نہ ہو تو بے رُخی اختیار کی جائے اور بستر پر اُس کی طرف منہ کر کے لیٹنے کے بجائے دوسری طرف منہ کر لیا جائے! اِس سے کام چل جائے تو اگلے مرحلے کی ضرورت ہی نہیں۔
- بے رُخی سے بھی فائدہ نہ ہو تو حقوقِ زوجیت کی ادائیگی کو کچھ روز کے لیے مؤخّر کر دیا جائے، اِتنے سے سنور جائے تو بستر اور لحاف الگ کرنے کی حاجت نہیں۔
- یہ بھی سُود مند نہ ہو تو بستر الگ کر دیا جائے۔
- اور اِس مرحلے کا آخری درجہ یہ ہے کہ گھر کے اندر رکھتے ہوئے اُس کا کمرہ الگ کر دیا جائے۔

توجّہ طلب بات یہ ہے کہ بیوی کو گھر سے نکالنے کی اِجازت نہیں؛ کیونکہ نفسیاتی اُصول ہے کہ میاں بیوی اکٹھے رہیں اور بول چال موقوف رکھیں تو باہمی محبّت اپنی غلطی چھوڑنے اور بہتری کی طرف جانے کا ذریعہ بنتی ہے.. جب کہ گھر سے نکال دیا جائے تو تنہائی سے وَحشت و اضطراب بھی ہو گا اور شیطان بھی وسوسوں کے ذریعے فساد ڈالنے کی کوشش کرے گا۔

---

[1] لَا تُدْخِلُوْهُنَّ فِي اللُّحُفِ، أَوْ هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الْجِمَاعِ، أَوْ أَنْ يُوَلِّيَهَا ظَهْرَهُ فِي الْمَضْجَعِ، وَهُوَ الْأَظْهَرُ، حَيْثُ قَالَ: "فِي الْمَضَاجِعِ"، وَلَمْ يَقُلْ: "عَنِ الْمَضَاجِعِ"۔ (التفسیر المظھری، تحت الآیۃ)

تیسرا مرحلہ... ضربِ غیرِ مُبَرِّح

اگر اِصلاح کا دوسرا مرحلہ، یعنی بے رُخی بھی فائدہ مند نہ ہو اور بیوی کی نافرمانی برقرار رہے تو کیا کرنا ہوگا؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاضْرِبُوْهُنَّ... "تم اُنھیں مار سکتے ہو!" [النساء4:34]

اِس حوالے سے وضاحت کے طور پر چند باتیں ذہن نشین رکھنی چاہییں:

1) مارنا پہلا ذریعہ (Option) نہیں، بلکہ تیسرا راستہ ہے۔ یعنی یہ حکم نہیں کہ بیوی نافرمانی کرے تو اُسے مارنا شروع کر دو! بلکہ اِس سے پہلے دو مراحل سکھائے گئے ہیں، اُنھیں اختیار کر کے ہر ممکن کوشش کرنے کے باوُجود بیوی کی حالت بہتر نہ ہو تو تیسرے مرحلے میں مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔

2) یہ اِجازت ہر بیوی کے بارے میں نہیں، بلکہ فقط بد اخلاق، سرکش اور سخت مِزاج خواتین سے متعلق ہے۔ کہا جاتا ہے: "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے"، مارنے کی اِجازت بھی ایسی ہی بیویوں سے متعلق ہے۔

3) مارنے کی اجازت کے ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ مارنا اِصلاح کے لیے ہو، نہ کہ انتقام یا اِفساد کے لیے۔ یعنی گھر سنوارنے کی کوشش ہو، نہ کہ مزید بگاڑ پیدا کرنے کی۔ ایسے مارے جیسے باپ بیٹے کو یا استاذ شاگرد کو مارتا ہے، ایسے نہیں جیسے دُشمن انتقام لیتا ہے۔

4) شوہر پابند ہے کہ مار کے ذریعے تربیت کرے، تذلیل نہیں۔ مثلاً ایسا نہ ہو کہ پورے محلّے کے سامنے پٹائی شروع کر دے؛ کیونکہ یہ تربیت کا انداز نہیں.... بلکہ تنہائی میں اِصلاح کرے۔

5) پھر کھلی چھوٹ نہیں دی گئی کہ لٹھ اُٹھالو اور بے تحاشا پیٹ ڈالو! بلکہ اِس کی حُدود و قُیود رکھی گئی ہیں:

- ایک دو ضَربیں ہوں، بہت زیادہ نہیں۔
- مارنے سے نہ ہڈی ٹوٹے، نہ زخم ہو اور نہ ہی جسم پر نشان پڑے۔
- چہرے اور نازک اعضا پر نہ مارے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

- فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ! "عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا!"
- فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ۔ یعنی "یقیناً تم نے اُن سے اللہ تعالیٰ کی ضمانت (نرمی اور اچھے انداز سے زندگی گزارنے کے عہد) پر نکاح کیا ہے اور فرمانِ الٰہی کے مطابق ہی وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں۔"
- پھر بیوی کی نافرمانی اور بدکرداری ظاہر ہونے سے متعلق فرمایا: فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ۔ یعنی "(اگر مارنا ضروری ہو تو) یوں مار سکتے ہو کہ زخم اور نشان وغیرہ نہ بنے۔" (صحیح مسلم، حدیث:1218)

6) اِن سب پابندیوں کے ساتھ ساتھ یہ ذہن بھی دیا گیا ہے کہ اگر ظلم کیا تو احکم الحاکمین کی عدالت میں اُس کا جواب دینا ہو گا اور انصاف وحکمت کے تقاضوں کے مطابق قِصاص لیا جائے گا۔

اِزالۂ اِشکال: مغربی تہذیب سے متأثّر بعض لوگ بیوی کو مارنے کی اِجازت پر اعتراض کرتے ہیں اور اِسے خواتین کے حقوق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اِس حوالے سے چند باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہییں:

i. اِصلاح کا یہ طریقہ اُس ربِّ کریم نے عطا فرمایا ہے جو خالق ہے اور مخلوق کے مِزاج، فطرت اور کمزوریوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ اُسے خوب معلوم ہے کہ کس موقع پر کون سا طریقہ اِصلاح کا باعث بنتا ہے اور کون سا رویہ بِگاڑ کا سبب بن سکتا ہے۔

ii. دوسری بات یہ ہے کہ شوہر گھر کا سربراہ ہے اور کسی بھی ادارے، کمپنی اور محکمے وغیرہ کے سربراہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ ماتحت افراد کو اپنی اپنی ذمّہ داریاں نبھانے کا پابند بنائے۔ ریاست کا سربراہ اگر رَعایا کو قوانین کی خلاف ورزی پر حُدود وقُیود میں رہتے ہوئے سزا دے تو ہر گز بے جا نہیں، یوں ہی گھر کا سربراہ اگر حُدود وقُیود میں رہتے ہوئے اِصلاح کے لیے معمولی سزا دے تو ہر گز ظلم نہیں۔

iii. نہ تو مارنے کی کھلی چھٹی دی گئی ہے اور نہ ہی یہ پہلا مرحلہ ہے۔ اِصلاح کی باقی کوششیں ناکام ہونے کے بعد اِس کی باری آتی ہے اور وہ بھی حُدود وقُیود کی پابندیوں کے ساتھ۔ اب بھی اگر کوئی اِسے ظلم سمجھتا ہے تو اُسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہیے۔

iv. آپ سوچیے! اگر ہلکی پھلکی مار سے گھر کا نظام سنور جائے اور تعلقات ٹوٹنے سے بچ جائیں تو یہ بہتر ہے یا خدانخواستہ مُعاملہ بگڑ کر طلاق تک پہنچ جائے، گھر اُجڑ جائے، شوہر بے نکاح اور بچے ماں کی شفقت سے محروم ہو جائیں... تو یہ اچھا ہو گا! یقیناً گھر سنور جائے اور رشتہ برقرار رہے تو وہی بہتر ہے اور اِسی مَصْلَحت کے تحت قرآنِ حکیم نے ہلکی پھلکی مار کی اِجازت عطا فرمائی ہے۔

ظلم کی ممانعت

نافرمان بیوی اگر سمجھانے، بے رُخی اختیار کرنے یا ہلکی پھلکی سزا دینے سے سنور جائے اور اپنا رویہ درست کر لے تو شوہر کو اُس کے سابقہ رویّے کی بنیاد پر مزید کوئی کارروائی کرنے کی ہر گز اِجازت نہیں؛ کیونکہ مقصود انتقام نہیں، بلکہ اِصلاح تھی۔ جب وہ سنور گئی تو کسی بھی طرح سے اُسے تکلیف دینا ظلم ہے اور اسلام کسی حال میں بھی ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔

ارشادِ ربّانی ہے: فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۔ ”پھر اگر وہ تمہاری فرماں بردار بن جائیں تو انھیں تکلیف دینے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو! بے شک اللہ نہایت بلند، بہت بڑائی والا ہے۔“ [النساء4:34]

آیتِ کریمہ میں بیوی کے سنورنے کے بعد تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے سے بھی روکا گیا اور یہ تنبیہ بھی فرمائی کہ اُسے بے بس سمجھ کر انتقام مت لو! اللہ تعالیٰ نہایت بلند ہے اور وہ تمہارے ہر قول وفعل کو بخوبی جانتا ہے اور ظلم وزیادتی پر سزا دے سکتا ہے۔

چوتھا مرحلہ... مُحاکمہ

اگر شوہر اور بیوی اپنے طور پر تمام کوششیں کر چکے ہوں... وعظ و نصیحت، وقتی بے رُخی اور ہلکی پھلکی سزا کو بھی آزما چکے ہوں... اِس کے باوُجود گھر کا ماحول کشیدہ ہی رہے تو بھی یہ اِجازت نہیں کہ شوہر فوراً طلاق دے دے یا بیوی خلع کا مطالبہ کرے، بلکہ قرآنِ مجید نے چوتھے مرحلے میں ایک اور بہترین راستہ دکھایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

⇐ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ وَحَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہَا ۔ ”اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا خدشہ ہو تو ایک انصاف کرنے والا مَرد کے رشتے داروں سے اور ایک مُنصِف عورت کے رشتے داروں سے مقرّر کرو!“

⇐ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَہُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا خَبِیۡرًا ۔ ”اگر یہ دونوں صلح کروانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان اتفاق / مُوافقت پیدا فرمادے گا، بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا، نہایت خبر رکھنے والا ہے۔“

آیتِ مبارکہ میں جھگڑا ختم کرنے کا بہترین راستہ بتایا گیا ہے کہ حکومتی یا خاندانی ذمہ دار افراد میاں بیوی کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنصِف / ثالث مقرر کریں۔

چونکہ رشتے دار ایک دوسرے کے خانگی معاملات سے واقف ہوتے ہیں، فریقین کو اُن پر اعتماد بھی ہوتا ہے اور ان سے اپنے دل کی بات کہنے میں جھجک بھی نہیں ہوتی؛ لہٰذا مُنصف خیر خواہی سے معاملے کی تہہ تک پہنچ کر مسئلے کا حل مناسب نکال لیں گے، میاں بیوی میں سے جس کی طرف سے زیادتی ہوئی اُسے سمجھائیں گے، حسبِ ضرورت دباؤ ڈالیں گے اور دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا پابند بنائیں گے۔ یہ طریقۂ کار نہ صرف خوش اُسلوبی کے ساتھ جھگڑا ختم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، بلکہ آئندہ کے لیے بھی باہمی تعلقات بہتر بنیادوں پر اُستُوار ہو جاتے ہیں۔

ربِّ کریم نے اِس حکم کے ساتھ یہ خوش خبری بھی عطا فرمائی کہ اگر مُنصِف خیر خواہ ہوں اور واقعی طور پر میاں بیوی کے درمیان صلح کروانا چاہیں تو اللہ تعالیٰ کرم نوازی فرمائے گا اور ان کے مابین اتفاق پیدا کر دے گا۔[1]

آخر میں یہ تنبیہ بھی فرمائی گئی کہ ”بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا اور اُس سے اچھی طرح باخبر ہے“؛ تاکہ میاں بیوی اور دونوں مُنصِف خود کو طاقت وَر سمجھ کر ظلم نہ کریں، بلکہ ہر ایک اِس حقیقت کو ذہن نشین رکھے کہ باری تعالیٰ ہماری ہر بات اور ہر عمل کو بخوبی جانتا بھی ہے اور ہمیں ظلم کی سزا دینے پر مکمل قدرت بھی رکھتا ہے۔[2]

---

[1] وَالْمَعْنٰى أَنَّهٗ إِنْ كَانَتْ نِيَّةُ الْحَكَمَيْنِ إِصْلَاحَ ذَاتِ الْبَيْنِ يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ۔ (التفسیر الکبیر، تحت الآیۃ)

[2] وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْوَعِيْدُ لِلزَّوْجَيْنِ وَلِلْحَكَمَيْنِ فِيْ سُلُوْكِ مَا يُخَالِفُ طَرِيْقَ الْحَقِّ۔ (المرجع نفسه)

حرفِ آخر: قرآنی تربیت اپنانے کی ضرورت

ذہنی سکون و قلبی راحت وہ عظیم نعمت ہے جس کے بغیر دنیا کی تمام آسائشیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ یہ دَولت نہ تو مال کی کثرت سے مل سکتی ہے، نہ ہی محلّات کی وُسعت سے نصیب ہو سکتی ہے اور نہ ہی عہدہ و منصب کی عزّت سے اِسے حاصل کرنا ممکن ہے.... یہ عنایت ربِّ ذوالجلال کا خاص کرم ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

ذہنی اطمینان کے ظاہری اسباب میں سے ایک اہم سبب خانگی معاملات کا بہتر ہونا ہے۔ اگر گھر کا ماحول پُر سُکون ہو اور میاں بیوی کا باہمی تعلق محبّت واُلفت کا آئینہ دار ہو تو انسان بیرونی مشکلات کا سامنا زیادہ ہمت کے ساتھ کرتا ہے، پیشہ ورانہ اُمور بہتر طریقے سے انجام دیتا ہے اور مَعاشی و سماجی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

قرآن وسنّت میں گھریلو معاملات کو بہتر، پُر سُکون اور خوشگوار بنانے کے لیے تفصیلی راہ نمائی عطا کی گئی ہے۔ شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض بھی واضح کیے گئے ہیں، باہمی ناچاقیوں سے بچنے کا سلیقہ بھی سکھایا گیا ہے اور اگر خدانخواستہ اختلاف یا تنازُع کی صورت پیدا ہو جائے تو اُس کے حل کے لیے بھی نہایت حکیمانہ تدابیر تعلیم فرمائی گئی ہیں۔

دورِ حاضر میں گھریلو ناچاقیاں ایک سنگین معاشرتی المیے کی صورت اختیار کر چکی ہیں، جنھوں نے بے شمار لوگوں کی زندگیوں کو تلخ اور اجیرن بنا دیا ہے۔ اس ابتر صورتِ حال کے باعث جہاں نفسیاتی امراض میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے، وہاں طلاق کی شرح بھی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے۔

اِن ناگفتہ بہ حالات کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم قرآن وسنّت کی حسین تعلیمات پر عمل کرنے میں سخت غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ شادی شدہ حضرات کی اکثریت کو معلوم ہی نہیں کہ شریعتِ مطہرہ نے شوہر اور بیوی پر ایک دوسرے کے کیا حقوق لازم کیے ہیں! جب علم ہی نہیں تو اُنھیں کماحقّہٗ پورا کرنے کی توقُّع کیسے کی جا سکتی ہے!

اِسی صورتِ حال کے پیشِ نظر آخری تین خطبات میں تنازعات سے متعلق ہی گفتگو کی گئی ہے۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- جھگڑالو بندہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ نِزاع ختم کرنے سے عزّت کم نہیں ہوتی، بلکہ باری تعالیٰ اِعزاز واِکرام میں اضافہ فرماتا ہے۔
- اسلام برائی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے اُس کے اسباب ختم کرنے پر زور دیتا ہے۔ اسی اصول کے تحت قرآن وسنت میں اُن تمام اُمور سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے جو لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں، مثلاً غصے سے مغلوب ہو جانا، بدگمانی و غلط فہمی میں مبتلا ہونا، نیز حسد یا تکبُّر کا شکار ہونا۔
- دو افراد کا مِزاج ہر معاملے میں مکمل طور پر ایک دوسرے کے موافق ہو، یہ تقریباً ناممکن ہے اور عام انسانوں میں خوبیوں کے ساتھ

ساتھ کچھ کمزوریاں بھی ضرور ہوتی ہیں۔ اگر زوجین اِس حقیقت کو تسلیم کریں اور اپنے مزاج کے خلاف ہونے والی چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر کرتے ہوئے خامیوں کے بجائے خوبیوں پر نظر رکھیں تو گھر کا سُکون مثالی ہو جائے۔

❖ شریعتِ مطہرہ نے زَوجَین کے حقوق و فرائض کی مکمل تفصیل عطا کی ہے۔ چنانچہ نکاح کرنے والے پر فرض ہے کہ اُنھیں سیکھے اور ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

❖ اگر زَوجین میں ناچاقی ہو جائے اور بیوی شوہر کے حقوق ادا نہ کرے یا نافرمانی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرے تو اُس کی اِصلاح کے لیے قرآنِ حکیم نے مرحلہ وار حکیمانہ انداز اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے:

1) سب سے پہلے اُسے وعظ و نصیحت کی جائے۔ یعنی شوہر کے حقوق ادا کرنے اور اُس کی فرماں برداری کرنے کے فوائد بتائے جائیں، نیز نافرمانی و حق تلفی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔

2) وعظ و نصیحت مؤثر نہ ہو تو شوہر کو اُس سے بے رُخی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ یعنی شوہر حسبِ ضرورت اُس سے بول چال ترک کر دے... بستر پر اُس کی طرف منہ کرنے کے بجائے پُشت کر لے... کچھ روز کے لیے حقوقِ زوجیت کی ادائیگی کو مؤخر کر دے... اُس کا بستر اور لحاف جُدا کر دے یا بالآخر اپنے گھر میں اُس کا کمرہ الگ کر دے۔

3) اگر یہ تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو اِصلاح کے لیے شوہر کو گھر کے سربراہ کی حیثیت سے شفقت کے ساتھ ایک دو ضَربیں لگانے کی اجازت ہے، جن سے نہ زخم ہو اور نہ ہی نشان پڑے۔

4) چوتھے مرحلے میں حکم دیا گیا ہے کہ حکومتی یا خاندانی ذمہ دار افراد میاں بیوی کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنصِف / ثالث مقرر کریں؛ تاکہ وہ فریقَین کی بات سُننے کے بعد بہتر طریقے سے شرعی حل نکال سکیں۔

❖ یہ بات بھی انتہائی اہم ہے کہ نافرمان بیوی اِن میں سے کسی بھی ذریعے سے سنور جائے اور اپنا رویہ درست کر لے تو شوہر کو اُس کے سابقہ رویّے کی بنیاد پر مزید کوئی کارروائی کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں؛ کیونکہ جب اِصلاح ہو گئی تو کسی بھی طرح سے اُسے تکلیف دینا ظلم ہے اور ظلم گناہِ کبیرہ ہے۔

شرعی مسئلہ: شرعی حاجت ہو تو اپنی بیوی کو طلاق دینا جائز ہے اور بلاوجہ طلاق دینا سنگین جُرم ہے، جس کی احادیثِ کریمہ میں سخت مذمت فرمائی گئی ہے۔[1]

اسلامی نقطۂ نظر سے طلاق کا تصوُّر خطبہ میں ذکر کیے گئے تمام مراحل کے بہت بعد میں ہے، افسوس! ہمارے ہاں اُسے ہی سب سے پہلا حل سمجھا جاتا ہے۔ ہمیں اپنا رویہ درست کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

---

[1] دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:12، ص:321 تا 323، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ

اللہ تعالیٰ خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا سَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی أَبِیْہَا وَعَلَیْہَا کی اِطاعت شعاری کے صدقے میں ہمارے گھروں سے لڑائی جھگڑوں کا خاتمہ فرمائے اور امن وآشتی کا گہوارہ بنائے۔

ربِّ کریم اُمّتِ مسلمہ کی خیر فرمائے اور اُسے باہمی تنازعات ومخاصمات سے نجات عطا فرما کر اتّحاد واتفاق کی دَولت سے نوازے! خالقِ کریم ہمیں لڑائیوں کے اسباب سے بچتے ہوئے حلم، خیر خواہی، حُسن ظنّ، عاجزی اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!